

یقین کی جستجو

نمبر 3546

ایک منادی

شائع شدہ: جمعرات، 11 جنوری 1917
کی طرف سے پیش کردہ: سی. ایچ. سپرجین
مقام: میٹروپولیٹن عبادت خانہ، نیوننگٹن

"میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔"
— زبور 35:3

داؤد جانتا تھا کہ مصیبت کے وقت اُسے کہاں پناہ لینی چاہیے۔ بہت سے لوگ اُس کے مخالف تھے، اُسے بدنام کیا گیا، اور اُس کی راہ کٹھن تھی۔ چنانچہ، جیسے حزقیہ نے ربشاقی کے کفر آمیز خط کو خداوند کے حضور رکھا تھا، ویسے ہی داؤد نے اپنی فریاد خدا کے سامنے رکھی۔ پھر وہ بلند و برتر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور اُس سے التجا کرتا ہے، صرف ایک درخواست کے ساتھ، گویا یہی ایک بات اُس کی تمام مشکلات کو مٹا دے گی: "میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔"

وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ اپنے ہی منہ سے اُسے ایک تسلی بخش کلام عنایت کرے، اپنی سپر اور تلوار اُس کے دفاع کے لیے اُٹھائے، اور اُس کا محافظ و مددگار ہو۔ "اے میرے خدا! میرے دل میں یقین کی کوئی بات ڈال دے، اور یہی میرے لیے کافی ہوگا۔"

یہ اختیار کی نشانی ہے، خدا کے روح کے ہمارے اندر سکونت کی علامت ہے، کہ جب ہم مصیبت میں ہوتے ہیں تو اپنے خدا کی طرف دوڑتے ہیں۔ اے جان! کیا تُو اس میں کوئی دشواری محسوس کرتی ہے؟ کیا یہ تیرے روحانی فطرت میں شامل نہیں؟ پس، تُو کہ کہیں تُو اجنبی نہ ہو، اور حقیقی فرزند نہ ہو، کیونکہ حقیقی فرزند اپنے باپ کے چہرے کی تلاش کرتا ہے، اپنے باپ کی توجہ کے لیے فریاد کرتا ہے، اور اپنے باپ کی آغوش میں پناہ لیتا ہے۔

یہ مختصر دعا، میں ہر ایک کے لیے تجویز کرتا ہوں—پاک اور گناہگار، جوان اور بوڑھے، یقین رکھنے والوں اور شک کرنے والوں کے لیے—"میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔" یہ دعا میرے نزدیک بعض عقائد کو ظاہر کرتی ہے، بعض خواہشات کو بیان کرتی ہے، اور بعض عملی اسباق کو پیش کرتی ہے جن پر ہم مفید غور و فکر کر سکتے ہیں۔

"میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں"

کیا یہ متن ظاہر نہیں کرتا کہ ہمیں نجات کی ضرورت ہے؟ نجات انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ ہمیں گناہ کے نتائج سے، اپنی سرکشی کے انجام سے، اپنی خطا کے باعث واجب سزا سے، اور گناہ کی اندرونی طاقت و ہماری فاسد طبیعت کی حکمرانی سے بچایا جانا ضروری ہے۔ تم سب اپنی ضمیر کی گواہی سے یہ جانتے ہو، پس میں اس پر بحث یا دلیل پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اسے تجربہ کے طور پر جانا؟ کیونکہ کسی حقیقت کو محض جاننا اور اُسے روح کی گہرائی میں محسوس کرنا دو الگ چیزیں ہیں۔

پس، مجھے جواب دو، کیا تم نے اپنے تجربہ میں یہ سیکھا کہ تمہیں نجات کی ضرورت ہے؟ کیا کبھی تم نے اپنے گناہوں کو اُن کی حقیقی بدصورتی میں دیکھا ہے؟ کیا تم نے کبھی آئندہ کے گناہوں کے خوفناک نتائج پر نگاہ ڈالی، یہاں تک کہ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے؟ کیا تم نے یہ محسوس کیا کہ تمہیں ویسی ہی نجات درکار ہے جیسی مسیح لائے؟ درحقیقت، ہم نجات کو کبھی نہیں ڈھونڈتے جب تک کہ ہم اُس کی ضرورت نہ محسوس کریں۔ ہمیں اکثر فضل کے ساحل کی طرف طوفان دھکیل کر لے جاتا ہے۔ جب تک کوئی دوسرا راستہ کھلا ہو، ہم مسیح کی طرف نہیں دوڑتے۔ جب غربت ہم پر غالب آتی ہے، تب ہم اُس سے مدد کے طالب ہوتے ہیں، اور جب بیماری ہمیں جکڑ لیتی ہے، تب ہم اُس کی شفا یابی کے متلاشی ہوتے ہیں۔

مزید برآں، اے عزیزو! ہمیں مسلسل نجات کی ضرورت رہتی ہے۔ مسیحی کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ وہ بھی کسی نہ کسی طور پر نجات کا محتاج ہے—جہنم سے نہیں، کیونکہ اُس سے ہم بچا لیے گئے ہیں، اور نہ ہی اپنے گناہوں کے جرم سے، کیونکہ، خدا کا شکر ہو! وہ ہمارے لیے ایک ہی بار بہائے گئے خون کے وسیلے پاک کر دیے گئے ہیں—لیکن ہمیں روزانہ اُن آزمائشوں سے نجات کی حاجت ہے جو ہماری جانوں پر حملہ آور ہوتی ہیں، اُن مصائب سے جو ہماری راہ میں حائل ہوتے ہیں، اور ہماری فطرت کی کمزوریوں سے۔

مسٹر وائٹ فیلڈ کہا کرتے تھے کہ انہیں اُمید ہے کہ وہ تبدیل ہو چکے ہیں، لیکن تبدیلی ایک ایسی چیز ہے جو ہر روز ہونی چاہیے۔ نہ کہ نیا جنم، کیونکہ وہ ایک ہی بار ہوتا ہے، بلکہ روزمرہ کی تبدیلی۔ وہ کہا کرتے، "مجھے صبح دیر تک بستر میں پڑے رہنے سے تبدیل ہونے کی ضرورت ہے، اور دن بھر کی کابلی سے بھی نجات پانے کی حاجت ہے۔" ہم سب کو ایسا ہی درکار ہے۔ کوئی نہ کوئی ایسی بُری عادت ہے جس سے ہمیں باز آنا چاہیے، کوئی نہ کوئی ایسا نقص ہے جسے ہمیں چھوڑ دینا چاہیے۔

جب تک ہم موتی کے دروازوں میں داخل نہ ہو جائیں، ہمیں ہمیشہ کسی نہ کسی شر سے نجات پانے کی ضرورت رہے گی جو ہمیں ستاتا ہے۔ خون کے وسیلے سے نجات ہمیں مل چکی ہے، مگر روح القدس کی قدرت اور قوت کے وسیلے سے نجات، جو ہماری شدید بدی اور اندرونی خرابی کو مغلوب کرے اور نیست کرے، اب بھی ہمیں درکار ہے۔ کیا ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں اس کی حاجت ہے؟

اے ایماندار، کیا تُو محسوس کرتا ہے کہ تُو اس نجات کا محتاج ہے؟ خیردار کہ کہیں تُو اپنے آپ کو روحانی دولت مند نہ سمجھے، کیونکہ یہی حقیقی غریب روح کے قریب ترین چیز ہے۔ خیردار کہ یہ نہ سوچ کہ تُو مالدار ہو گیا ہے، کیونکہ جب تُو اپنی روحانی ملکیت کا ایسا حساب کرتا ہے، تو تُو دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ پس، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تُو ہمیشہ جھک کر اُس عظیم منجی سے فریاد کر: "اے خداوند! مجھے بچا، نہیں تو میں ہلاک ہو جاؤں گا!" یہ دعا کسی بھی ترقی یافتہ مسیحی سے کبھی جدا نہ ہونی چاہیے۔

ایک اور تعلیم اس متن کی سطح پر واضح ہے: انسان کے لیے سب سے بڑی توجہ اور سب سے زیادہ سنجیدگی کا معاملہ اُس کی اپنی نجات ہونی چاہیے۔ "میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں" یہی تیرے دل کی سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑی فریاد ہونی چاہیے۔ خداوند سے دولت مانگنے کی خواہش نہ کر، کیونکہ یہ تیرے لیے بہت بڑی آزمائش اور ذمہ داری ہو سکتی ہے، جسے تُو بردباری کے ساتھ نہ سنبھال سکے۔ نہ تُو کسی بلند مقام کا طالب ہو، کہ کہیں وہاں سے گرنے کا خطرہ نہ ہو۔ اگر تُو قدیم علوم اور زبانوں میں مہارت کی دعا کرے، تو ہو سکتا ہے تُو آسمانی راہ کھو بیٹھے، کیونکہ اکثر چرواہے ہی وہ مقام پاتے ہیں جہاں مقدس طفل ہے، جبکہ دانشمند یروشلیم جا پہنچتے ہیں، بیت لحم نہیں۔

میں اپنے خداوند سے یہ نہیں مانگوں گا کہ وہ میرے غرور کو تسکین دے، یا میری نفسانی خواہشات کو پورا کرے، بلکہ، اے خداوند! مجھے نجات عطا کر۔ یہ وہ برکت ہے جس کے بغیر میں نہیں رہ سکتا، یہ میرے موجودہ اور دائمی بھلے کے لیے ناگزیر ہے۔ اے خداوند! اپنے بندہ کو کسی ادنیٰ برکت سے مطمئن نہ کر۔ اگر تُو چاہے کہ میں تنگدستی میں چپوں، یا معمولی اجرت کے لیے سخت محنت کروں، تو ایسا ہی ہو، مگر مجھے آسمانی چشمہ سے پانی پینے سے محروم نہ کر۔ مجھے اپنے برگزیدوں کی میراث دے۔ مجھے اپنی نجات عنایت کر۔

نجات! اوہ، نجات! یہ ہر انسان کی روح کی سب سے بڑی، سب سے بے قرار آرزو ہونی چاہیے! افسوس! اُس جہالت اور سنگدلی پر جو نجات کو ایک ایسا معاملہ سمجھتی ہے جس کی فوری ضرورت نہیں۔ کیا تُو اتنا نادان ہے کہ یہ خیال کرے کہ مسیح میں تیرا حصہ ہے یا نہیں، یہ سوال صرف چند لمحات میں، ایک خطرناک حالت میں، بستر مرگ پر حل ہو سکتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں! دانائی ہمیں نصیحت کرتی ہے، اور خطرہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اُس آفت سے بچنے کے لیے پناہ لیں جو ہمیں مکمل تباہی میں ڈال دے گی۔ کوئی چیز ہمارے مفاد اور ہماری خوشی کے اتنی قریب نہیں، اور اسی لیے، کوئی چیز ہمارے دلوں پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنی چاہیے جتنا کہ مسیح میں ہونا، اور اُس کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی کے شریک بننا۔

اے عزیز سننے والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تُو اس کا جواب دے۔ کیا تُو روح القدس کی راہنمائی سے اس اپنے سب سے پہلے معاملے پر توجہ دینے کے لیے آمادہ ہوا ہے؟ کیا تُو نجات یافتہ ہے؟ یا تُو اُس نجات کے لیے بے قرار ہے جو نہ رُکے، نہ کم ہو؟ کیا تُو دل میں بے چینی سے اُس نجات دہندہ کو ڈھونڈنے کے لیے کوشاں ہے جس کے بغیر تُو مکمل طور پر کھویا ہوا، برباد، اور ہلاک ہے؟ اگر خدا کا روح اِس کلام کو قوت کے ساتھ نہ دے، تو منادی صرف کانوں تک پہنچتی ہے، دل تک نہیں۔ اوہ، کاش وہ تیری روح سے ہمکلام ہو! پھر تُو کس قدر جوش اور قوت سے بھر جائے گا

ایک تیسری تعلیم بھی ان الفاظ میں موجود ہے: نجات، اگر وہ حقیقی اور لائق حصول ہے، تو مکمل طور پر خُداوند ہی سے آتی چاہیے۔ "میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔" یہاں سائل کی نگاہ صاف ظاہر ہے کہ صرف خُدا پر ہے، اور ایسا ہی ہونا چاہیے، کیونکہ نجات نہ تو پہاڑوں سے آتی ہے، نہ لوگوں کی کثرت سے، اور نہ ہی کسی فرد کی طاقت سے۔ یقیناً، اسرائیل کی نجات صرف خُداوند میں ہے! کبھی نجات کسی فانی دل کے منصوبوں سے نہیں آئی۔ تُو اسے کسی مذہبی رسوم یا جسمانی ریاضتوں سے حاصل نہیں کر سکتا۔

نجات کا منبع اور سرچشمہ صرف خدا کے ابدی ارادہ میں پایا جاتا ہے۔ یہ خدا کے عہد میں مقرر ہوا، خدا کی حکمت میں منصوبہ بند ہوا، خدا کی عظیم فدیہ میں پورا ہوا، اور خدا کے روح کے وسیلے سے لاگو کیا جاتا ہے۔ یوناہ کو ایک انوکھے مدرسہ

میں جا کر یہ عظیم حقیقت سیکھنی پڑی کہ نجات خداوند کی طرف سے ہے۔ اسرائیل اپنی ہلاکت آپ کر سکتا تھا، مگر وہ کبھی اپنی نجات خود نہ کر سکتا تھا۔ اُس نے اپنی مدد اپنے خدا میں پائی، اور صرف اپنے خدا میں۔ مبارک ہے وہ شخص جو اس سچائی کو جانتا ہے! سہ گناہ مبارک وہ جو تجربہ کے ذریعہ اسے جان چکا ہے! وہ اپنی آنکھیں صرف خداوند کی طرف لگائے گا۔

اے سننے والے، کیا تُو اعمال کے وسیلہ نجات ڈھونڈ رہا ہے؟ کسی ایسی چیز کے وسیلہ جو تجھے مستحق یا دکھاوے کے لائق بنائے؟ تُو اپنی محنت ایسی چیز پر خرچ کر رہا ہے جو روٹی نہیں۔ کیا تُو اپنی نجات کا علم اپنے احساسات سے حاصل کرنا چاہتا ہے؟ کیا تُو اپنی روحانی حالت کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے کوئی بارومیٹر کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتا ہے؟ کیا تُو یہ خواب دیکھتا ہے کہ تُو مسیح کے لیے تیار ہو سکتا ہے، اور اپنی حالت کو رحمت کے قابل بنا سکتا ہے؟ یہ خود کو دھوکہ دینا ہے اور نجات دہندہ کی توہین کرنا ہے۔

مسیح تجھ سے کچھ نہیں چاہتا، وہ تیرے لیے سب کچھ لے کر آتا ہے۔ یہاں تک کہ تیرے اندر نجات کی حاجت کا احساس بھی وہی دیتا ہے۔ تیری ساری اہلیت یہی ہے کہ تُو بے بس ہے، تیری تیاری کا یہی تقاضا ہے کہ تُو گناہ میں آلودہ ہے، اور تیری ناداری کا یہی فائدہ ہے کہ تُو مفلس ہو۔ تُو جیسا ہے، ویسا ہی خدا کے حضور آ، مسیح درمیانی کے وسیلہ، اور اُس میں تُو اپنی نجات پائے گا۔

غور کر کہ یہ الفاظ یوں نہیں ہیں، "میرے دل سے کہہ کہ میں تیرا نجات دہندہ ہوں"، بلکہ اس سے بڑھ کر، "میں تیری نجات ہوں۔" گویا خدا صرف نجات دینے والا ہی نہیں، بلکہ وہ خود نجات ہے! مسیح کو تھامنا، نجات کو تھامنا ہے۔ خدا کو اپنے ساتھ پانا، نجات یافتہ ہونا ہے۔ نجات محض خدا کی طرف سے بطور عطیہ نہیں آتی، بلکہ اس میں خود خدا کو اپنی جان کی میراث بنانا شامل ہے۔ کیسا عجیب بھید ہے! کون خدا کو دریافت کر سکتا ہے؟ کون اُس کے لامحدود کمالات کا تصور کر سکتا ہے، چہ جائیکہ انہیں بیان کرے؟

نجات جو "خداوند" یعنی "یہوواہ" یعنی "میں ہوں" سے صادر ہوتی ہے، اُس کے جلالی اوصاف کی دولت بھی ساتھ لاتی ہے۔ "میرے دل سے کہہ کہ میں —ہماری ترجمانی میں ہے— "میں تیری نجات ہوں۔" پوچھ، "اے خداوند! تُو کیا ہے؟" جواب آئے گا، "میں تیری نجات ہوں۔" کوئی بھی لقب، خواہ کتنا ہی جلیل کیوں نہ ہو، اس وصف میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ وہ "میں ہوں" ہے! اُس کا وجود اپنی اصل میں اور پاکیزہ ہے۔ "وہ کسی غیر یقینی تخت پر نہیں بیٹھتا، نہ ہی اُسے موجود رہنے کے لیے کسی کی اجازت کی حاجت ہے۔ ازل سے ابد تک وہی خداوند برتر ہے۔ اُس کے لیے نہ ماضی ہے نہ مستقبل، بلکہ ایک ابدی حال ہے۔"

جو خدا ہمیں نجات دے سکتا ہے، وہی سچا اور زندہ خدا ہونا چاہیے۔ اتنی بڑی نجات کو پانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم "یہوواہ" کو اُس کے تمام اوصاف میں پہچانیں۔ اگر کوئی مسیح کو محض تفویض شدہ الہیت کا درجہ دے، اُس کی ازلی قدرت اور الوہیت کو رد کرے، یا یہ انکار کرے کہ اُسی نے آسمان و زمین کو بنایا، اور اُسی کے کندھوں پر یہ سب قائم ہے، تو وہ ہمیں ایک ایسا مسیح پیش کرتا ہے جو نجات دینے کے لائق نہیں۔ ہمیں ایسا فدیہ دینے والا چاہیے جو خالق اور محافظ کے برابر قدرت والا ہو۔ ہمیں خدا کا وہ زبردست بیٹا چاہیے، جو لازوال اور ابدی ہے، جو ہماری جانوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکے۔

اگر تُو کسی ایسے بازو پر تکیہ کر رہا ہے جو ابدی نہیں، تو وہ تجھے ضرور دھوکہ دے گا۔ اے نادان دل، اگر تُو نجات کے لیے کسی اور چیز پر تکیہ کر رہا ہے سوائے اُس ازلی خدا کے، جو زمین کے عظیم ستونوں کو تھامے رکھتا ہے، تو تیرا سہارا اُسی وقت ڈھے جائے گا جب تُو اسے سب سے زیادہ ضروری سمجھے گا۔ بشر کے بازو کا سب سے طاقتور ریشہ بھی ٹوٹ جائے گا، حتیٰ کہ فرشتے کا پر بھی تھک جائے گا، زمین خود بھی وقت کے ساتھ دھندلا جائے گی، اور یہ کرہ ارض اپنی چٹانی تہوں سمیت شدید حرارت میں پگھل جائے گا۔ تجھے ابدی خدا کو اپنی پناہ گاہ بنانا چاہیے، اور تیرے نیچے لازوال بازو ہونے چاہئیں، "ورنہ وہ نجات جس پر تُو گمان کرتا ہے، سراسر بیکار ہے۔" "میرے دل سے کہہ، میں، جلالی یہوواہ، میں تیری نجات ہوں۔"

یہ تعلیمات بعض کے لیے اس قدر عام معلوم ہوں گی کہ وہ کہیں گے، "ہم نے انہیں دس ہزار بار سنا ہے۔" مگر میں انہیں دہراتا ہوں تاکہ یہ سوال تجھ پر واضح ہو—کیا تُو ان عظیم سچائیوں کی زندگی بخش قوت کو اپنے دل میں جانتا ہے؟ اے پیارے، ہر ایک مرد اور ہر ایک عورت اپنے دل سے دریافت کرے، "کیا میں اپنی نجات کی ضرورت کو جانتا ہوں؟ کیا میں جانتا ہوں کہ یہ صرف خدا سے آ سکتی ہے؟ کیا میں نے اُسے پایا ہے؟ کیا میں نے براہ راست اُس سے نجات طلب کی ہے؟ کیا میں نے اُس کے ہاتھ سے ایسی صورت میں یہ نجات حاصل کی ہے کہ میں نے اُس میں خدا کا جلال دیکھا ہو، تاکہ میری نجات میرے لیے ایک نام بنے، ایک ابدی نشان جو کبھی مٹایا نہ جائے؟" اگر تُو نے خدا کے ساتھ کبھی معاملہ نہ کیا، تو تیری جان بدحالی میں ہے۔

—پس، آئیے اب ہم غور کریں

متن میں بیان کردہ خواہش II.

یہ داؤد کی آرزو تھی کہ نہ صرف خدا کو اپنی نجات کے طور پر رکھے، بلکہ اس حقیقت کو یقینی طور پر جانے، اور وہ بھی قاطع دلیل کے ساتھ، کامل وثوق کے ساتھ، اور خود خدا کی واضح تصدیق کے ذریعہ۔ "میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔" کچھ ایسے ہیں جو شک کرتے ہیں کہ آیا ایمان کی مکمل یقین دہانی حاصل کی جا سکتی ہے۔ مگر انہیں ایسی نعمت کو رد نہیں کرنا چاہیے جو بے شمار ایمانداروں کو حاصل ہے اور جس کا وہ روزانہ لطف اٹھاتے ہیں۔ بعض کا گمان ہے کہ اگر وہ کامل یقین رکھیں، تو یہ ان کے لیے خطرناک ہوگا، مگر ہزاروں مقدسین ہیں جو اس نعمت کو نہ صرف بے ضرر بلکہ تقدیس بخش، روح کو بلند کرنے والی اور خدا کے قریب کرنے والی قوت پاتے ہیں، جب وہ ایمان کے ساتھ چلتے اور خدا کے حضور جیتے ہیں۔

کچھ کا خیال ہے کہ جو شخص اپنی نجات کا یقین رکھے، وہ لازماً اپنے کردار میں بے پروا اور اپنے چال چلن میں غافل ہو جائے گا، مگر ایسا نہیں۔ جو شخص جانتا ہے کہ ایک وسیع جاگیر حقیقتاً اس کی ملکیت ہے، وہ اس کی دیکھ بھال میں لاپرواہ نہیں ہو جاتا، بلکہ اور زیادہ محنت و توجہ کے ساتھ اس کی کاشت اور ترقی کرتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات کو جانتا ہے، وہ اُس لعنت اور خوف کے بوجھ سے آزاد ہو جاتا ہے جو اکثر اسے خدا کی خدمت کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ وہ غلامی کی حالت سے نکل کر آزادی کی روشنی میں آتا ہے۔ وہ اب اپنی بھلائی کو خود غرضی سے نہیں ڈھونڈتا، بلکہ اس کی خدمت خوشی سے بھری ہوئی ہوتی ہے، اُس کی محنت محبت سے معمور ہوتی ہے، اور اُس کا بوجھ سرور سے ہلکا ہو جاتا ہے۔

،اب جو محبت میں رکھتا ہوں اُس کے نام سے"
"میرا نفع میرا نقصان ٹھہرا۔

محض شکرگزاری کے سبب وہ اپنے آپ کو اُس نیکوکار خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دیتا ہے جس نے اس پر اتنی عظیم برکت فرمائی ہے۔ اگر نجات پر تیرا اعتماد تجھے حساس ضمیر کے بغیر چلنے دیتا ہے، تو جان لے کہ تُو نے خالص ایمان کو بے فائدہ فخر سے بدل دیا ہے، اور حقیقی یقین دہانی کو ناپسندیدہ خود اعتمادی میں کھو دیا ہے۔ جو لوگ فی الواقع اس فضل میں قائم ہیں، وہ ہمیشہ خداوند کی مرضی کے بارے میں نہایت حساس رہتے ہیں۔ یہ فضل انہیں مجبور کرتا ہے کہ خدا کے ساتھ فروتنی سے چلیں۔

بادشاہ کے درباری کو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے وہ سلوک اور برتاؤ متوقع ہے جو عام رعایا سے بہت بلند ہے۔ وہ اپنی آزادی کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھاتا جو اسے بادشاہ کے حضور آنے میں حاصل ہے، تاکہ کسی کوتاہی یا بے ادبی کے سبب وہ اپنے آقا کی خوشنودی اور مہربانی سے محروم نہ ہو جائے۔ وہ اس خوف میں نہیں ہوتا کہ بادشاہ اسے مار ڈالے گا، اور نہ ہی وہ کسی جابر حکمران کے خوف سے لرزتا ہے، بلکہ وہ اپنے آپ سے حسد کرتا ہے کہ کہیں وہ اپنی کوتاہی سے بادشاہ کو ناراض نہ کر دے، کہ وہ اس پر سے اپنی رضا کی روشنی ہٹا لے۔

اور خدا کے ہر اس فرزند کے لیے، جس نے ایک بار آسمان کے ابدی بادشاہ کے فضل کو چکھا، اور اُس کے چہرے کی روشنی میں جو فضل اور جلال سے معمور ہے، زندگی بسر کی، دنیا کی کوئی کشش ایسی نہیں جو اس کے آرام اور مسرت کے ساتھ تقابل کر سکے جس میں وہ رہتا ہے۔ ایمان کی حقیقی یقین دہانی ایک فروتن چیز ہے، ایک تسلی بخش چیز ہے، ایک تقدیس بخش چیز ہے، اور اسی لیے ہر وفادار دل کی آرزو ہونی چاہیے۔

جس یقین دہانی کا زبور نویس ذکر کرتا ہے، وہ ایک ذاتی معاملہ ہے۔ "میرے دل سے کہہ کہ میں تیری نجات ہوں۔" اے پیارو، ہمیں اپنے خدا کے ساتھ شخصی تعلق رکھنا چاہیے۔ کوئی دوسرا ہمارے لیے یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ کلیسیائیں اپنے فائدے کے لیے جو چاہیں رسمیں ایجاد کریں، مگر دینداری میں کوئی دوسرا ہماری جگہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یہ چیز خلاف عقل ہے، یہ ناممکن ہے۔ ہر نذر اور ہر قربانی کو مقبول ہونے کے لیے اپنی انفرادی سچائی اور خلوص کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیے۔

نہ تیری آنکھوں کے سوا کوئی تیرے گناہ پر مقبولیت سے آنسو بہا سکتا ہے، نہ تیرے دل کے سوا کوئی تیرے گناہوں پر سچائی سے پشیمان اور شکستہ ہو سکتا ہے۔ تُو خود توبہ کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ روح القدس بھی تیرے لیے توبہ نہیں کر سکتا، جیسا کہ بعض گمان کرتے ہیں۔ وہ تجھ میں توبہ پیدا کرتا ہے، مگر توبہ تجھے خود کرنی ہے۔ اور ایمان کے بارے میں، وہ یہی ہے کہ روحانی آنکھ سے مسیح پر نظر کرے اور اپنے پورے دل کے ساتھ اُس پر تکیہ کرے۔ یہ کوئی اور تیرے لیے نہیں کر سکتا۔

اگر قومی دین داری کو ذاتی مقبولیت کے لیے کافی سمجھا جائے، تو وہ سب سے بڑی دھوکہ دہی ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو مسیحی قوم کہلائیں اور خدا ہمیں ایسا نہ کہے، تو اس کا کیا فائدہ؟ اگر ہمارے اعمال کی تحقیق کی جائے، تو کیا ہم بت پرست قوم نہ ٹھہریں گے؟ اس بڑے شہر پر نظر ڈال اور دیکھ کہ کتنے لوگ ہیں جو کبھی عبادت کے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جو تمام سبت کو غفلت میں یا نفسانی لذات میں گزار دیتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو یسوع کے نام تک سے واقف نہیں! کیا یہ مسیحی ہیں؟

افسوس کہ ہم ایسی کھوکھلی دعویٰ داری کو ذرہ برابر بھی تسلیم کریں۔ جب لوگ غیر قوموں کی مانند جیتے ہیں، تو ہمیں ان کے ساتھ غیر قوموں کی مانند معاملہ کرنا چاہیے اور انہیں تاریکی سے خدا کے عجیب نور کی طرف بلانا چاہیے۔

اور جو دین داری خاندانوں میں نسل در نسل چلتی آتی ہے، وہ بھی کافی نہیں، اگرچہ وہ وراثت میں منتقل ہوتی رہے۔ حقیقی دین داری کا ایک قطرہ بھی خون میں نہیں آتا۔ تم سب فاسد نسل سے پیدا ہوئے ہو اور قدرتی طور پر زمینی انسان کی صورت رکھتے ہو۔ لیکن اگر تم خدا سے پیدا ہوئے ہو، تو یہ نہ جسمانی ولادت سے ہے، نہ خون سے، نہ انسان کی مرضی سے، بلکہ خدا سے ہے۔ "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" یہ حقیقت ایک نیک نسل کے بچے پر بھی اتنی ہی لاگو ہوتی ہے جتنی ایک ایسے افریقی پر جو کبھی نجات دہندہ کے نام سے واقف نہ ہوا ہو۔ "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" یہ ہر ایک پر لاگو ہوتا ہے۔ ہر شخص کے اندر خدا کے روح کا ذاتی کام ہونا چاہیے، اور جس یقین دہانی کے لیے ہمیں تڑپنا چاہیے، وہ ہماری اپنی ذاتی یقین دہانی ہونی چاہیے، ہمارا اپنا منفرد حصہ مسیح یسوع کی نجات میں۔

اے عزیز سننے والے، کیا تو نے اس پر غور کیا ہے؟ اور اگر غور کیا ہے، تو کیا تو نے اسے ہلکا جانا ہے؟ میں تجھ سے التماس کرتا ہوں، کیونکہ تجھے تنہا مرنا ہے، کیونکہ تجھے اپنی دروازوں سے اسی سنجیدگی سے گزرنا ہے جیسے اوروں کو، کیونکہ تجھے اس بولناک ترازو میں اکیلے تولا جانا ہے، اور آخری عدالت کے حضور تجھے ایک جداگانہ روح کی حیثیت سے پیش ہونا ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، مسیح کو تلاش کر، اُس سے اتحاد حاصل کر، تاکہ تیری موت میں ایک مبارک رفیق ہو، اور تیری ابدی تقدیر میں بھی وہ تیرے ساتھ ہو۔

یہ بڑی جماعتیں افراد سے بنی ہیں۔ کاش کہ میں جان سکتا کہ کیسے تمہاری روحوں تک ایک ایک کر کے پہنچوں۔ اے انسان! راست بازی کے لیے جاگ۔ تیرے بھائی کی تبدیلی، تیری بہن کی نجات، تیری ماں کی پرہیزگاری، تیرے باپ کا فضل—یہ تجھے کیا فائدہ دیں گے؟ اگر تیرے عزیز مسیح میں ہیں، تو خدا کا شکر کر کہ اُس نے تجھ پر ایسا فضل کیا۔ لیکن اگر تو خود ہلاک ہوا، تو وہ تجھے کیا تسلی دیں گے؟ اگر تو ہلاکت کے مقام میں جا پڑے، تو وہ تیرے جلتے ہوئے ہونٹوں پر کون سا قطرہ رکھ سکیں گے؟ اے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، سرگرم ہو، مستعد ہو، اس مقدس رغبت کے ساتھ کوشش کر کہ اپنی بلائیں اور برگزیدگی کو ثابت کر لے۔ جب ہم ذاتی یقین دہانی پائیں گے، تو ہماری روحوں خداوند میں خوشی منائیں گی، اور ہم اُس کی نجات میں نہایت مسرور ہوں گے۔

لیکن یاد رکھ، تا ایسا نہ ہو کہ کوئی دھوکہ کھائے، کہ وہ یقین دہانی جس کی داؤد نے خواہش کی، وہ محض روحانی تھی۔ جب وہ کہتا ہے، "فرما"، تو وہ کہتا ہے، "میری جان سے فرما"۔ ہم یہ توقع نہیں رکھتے کہ خدا ہم پر کوئی نئی وحی نازل کرے گا۔ ہم اس بات سے بہت دور ہیں کہ آوازیں سننا، یا رؤیا دیکھنا، یا گمان کرنا کہ ہم نے کوئی رؤیا دیکھی، یا خوابوں کو حقیقت سمجھنا، کسی انسان کے لیے خدا کی محبت کا قابلِ اعتماد ثبوت ہو سکتا ہے۔

میں ایسے واعظوں سے شرمندہ ہوں جو اپنے سننے والوں کو اس یقین پر اکساتے ہیں کہ ان کے خیالات اور اوہام کو خدا کی طرف سے یقین دہانی سمجھا جائے۔ اگر آج رات تو خواب میں دیکھے کہ تو جہنم میں ہے، تو خدا کا شکر کر کہ وہ تجھے وہاں نہیں بھیج دے گا۔ اور اگر تو خواب میں دیکھے کہ تو آسمان پر ہے، تو یہ تجھے وہاں لے نہیں جائے گا۔ اگر تو گمان کرے کہ فرشتوں کو دیکھ رہا ہے، یا آوازیں سن رہا ہے—تو تیرے قصے میں بناوٹ تو بہت ہو سکتی ہے، مگر فائدہ کچھ نہیں۔ تو اپنے تجربات کے بارے میں جو چاہے سوچ، مگر اگر تو ان پر اپنا ایمان رکھے گا، تو تیرا اعتماد ایک بے بنیاد عمارت کی مانند ثابت ہوگا۔ ایسی چیزیں بھروسے کے قابل نہیں۔

کیا بعض لوگوں کو کبھی ایسی ماورائی نشانیاں دکھائی جا سکتی ہیں؟ کیا یہ ان کے دل و دماغ پر کوئی اچھا اثر ڈال سکتی ہیں؟ یہ مباحث الگ ہیں، مگر یہ کہ ایسی خوابیں اور نظارے خدا کے فضل کی کوئی شہادت دے سکتے ہیں، میں اسے قطعی رد کرتا ہوں۔ وہ آواز جو تجھے ثابت کر سکتی ہے، وہ خدا کی آواز ہے جو تیری جان سے، تیرے دل سے، تیرے روح سے ہم کلام ہو، نہ کہ تیرے کانوں سے، نہ کہ تیری آنکھوں سے۔

نجات ایک روحانی امر ہے۔ یہ نہ ظاہری آوازوں سے تعلق رکھتی ہے، نہ آنکھوں کے خارجی تاثرات سے۔ ایک آنکھ ہے جو آنکھ کے اندر ہے، ایک کان ہے جو ان ظاہری حسی اعضا سے کہیں زیادہ تیز سننے والا ہے۔ اسی اندرونی آنکھ سے تو خدا کو دیکھے گا، اور اسی اندرونی کان سے تو خدا کی آواز سنے گا جب وہ تیری جان سے کہے گا، "میں تیرا نجات دہندہ ہوں"۔ یقین کر کہ تیری دین داری ہمیشہ روحانی ہو۔ "خدا روح ہے، اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار روح اور سچائی سے اُس کی پرستش کریں، کیونکہ باپ ایسے ہی پرستاروں کو تلاش کرتا ہے"۔

اور یہ بات خوب سمجھ لے، کہ جس یقین دہانی کی درخواست کی گئی، وہ الہی ہے۔ "میری جان سے فرما، میں تیری نجات ہوں"۔ تو پوچھے گا کہ خدا خود انسان سے یہ کیسے کہتا ہے کہ میں تیرا نجات دہندہ ہوں؟ وہ یہ اپنے کلام کے ذریعے نہایت سادگی سے کرتا ہے۔ اگر میں خدا کے کلام کو پڑھوں، تو میں یہ نہ پاؤں گا کہ وہاں میرے نام کو نجات یافتہ لوگوں میں لکھا گیا ہے،

کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو میں شک کرتا کہ شاید وہ شخص میں نہیں ہوں۔ میں نام کی املا پر بھی متردد ہو سکتا تھا، یا یہ گمان کر سکتا تھا کہ شاید کوئی اور اسی نام کا آدمی مراد ہے۔ لیکن جب میں دیکھوں گا کہ میرے اوصاف کو صاف طور پر بیان کیا گیا ہے، تو میں اپنی شناخت میں شک نہیں کر سکتا۔

مثلاً، لکھا ہے، "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا"۔ پس، میں نے ایمان لایا—مجھے یقین ہے کہ میں نے لایا ہے —میں جانتا ہوں کہ میں نے پورے دل سے مسیح پر بھروسا رکھا ہے۔ اور میں نے اُس کے کلام کے مطابق، فرمانبرداری میں بپتسمہ بھی لیا ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ "جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا" اور پھر بھی اس میں کوئی شک باقی رہے—یہی نتیجہ ہے، یہی مسئلہ کا حل ہے، اور دلیل بالکل واضح ہے۔ جب تُو اپنے وصف کی شناخت کر لے، تو تجھے فقط خدا کے کلام کی صریح شہادت کو قبول کرنا ہے۔

اور یاد رکھ، خدا کا کلام جو اُس قدیم کتاب—یعنی اِس مبارک بائبل—میں مرقوم ہے، اتنا ہی مستند ہے جتنا کہ اگر وہ آسمان کو چیر کر اپنی جلالی بزرگی سے براہ راست کلام فرماتا۔ یہ اُس ایماندار کی جان کے لیے اتنا ہی محکم اور یقینی ہے جیسے وہ نرسنگے کی آواز سے اعلان فرماتا، یا جیسے وہ کسی فرشتہ کے ذریعے پیغام بھیجتا۔ "جو بیٹھے پر ایمان لاتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتا ہے"۔ تجھے فقط یہ ثابت کرنا ہے کہ تُو بیٹھے پر ایمان رکھتا ہے، اور پھر خدا کی یہ یقین دہانی تیرے لیے کافی ہے کہ تُو ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہے۔

لیکن خدا کے کلام کی اس واضح شہادت کے ساتھ—جو کسی منطقی یا ریاضیاتی حقیقت سے کم یقینی نہیں، اگرچہ یوکلڈ موسیٰ اور نبیوں سے زیادہ معتبر نہیں—ایک اور قوت خدا کے لوگوں کے ساتھ کام کرتی ہے، جو انہیں معنی کو (Euclid) سمجھنے اور قبول کرنے کے لیے قائل کرتی ہے۔ یہ پر اسرار تاثیر خود رُوح القدس کی طرف سے آتی ہے۔ اس حقیقت کو اُن کے لیے بیان نہیں کیا جا سکتا جو اس کا تجربہ نہیں رکھتے، کیونکہ ہم اسے فقط اس کے اثرات سے جانتے اور سمجھتے ہیں—یہ ہمیں زندہ کرتی ہے، ہمارے فہم کو منور کرتی ہے، ہم سے ہمکلام ہوتی ہے، اور ہماری جان میں خدا کی طرف سے گواہی دیتی ہے کہ وہ ہماری نجات ہے۔

مزید برآں، یہ یقین دہانی فوری ہے۔ "میری جان سے فرما، میں تیری نجات ہوں"۔ یہ ایک فوری مدد کے لیے داؤد کی عاجزانہ فریاد تھی، اور ہم جو آج اسے پڑھتے ہیں، اسے اسی لمحے کے لیے لیتے ہیں۔ اس یقین دہانی کی امید کو مرنے کے وقت تک ملتوی نہ کر۔ تجھے اُس وقت اسے پانے کی اتنی ہی ضرورت ہوگی جتنی ابھی ہے۔ اگر تُو اپنی زندگی کی بہار میں شک میں مبتلا رہنے پر راضی ہے، اور اپنی جان کی بے قراری کو نظر انداز کرتا ہے، تو ممکن ہے کہ تیرے رخصت ہونے کے وقت اندیشے اور تاریک خیالات تجھے گھیر لیں۔ یہ تیرا فرض اور تیرا حق ہے کہ ایک ایماندار کی حیثیت سے خدا کے وعدے پر ڈگمگانے کی بجائے، اُس کی سچائی پر پورے بھروسے کے ساتھ ایمان رکھے۔

میں سمجھ سکتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے تبدیل ہونے پر شک کرے، لیکن میں اُس کی بے حسی کو کیسے جائز قرار دے سکتا ہوں جو اس معمے کو حل کیے بغیر چین سے بیٹھا رہے؟ تُو کہہ سکتا ہے

یہ ایک نکتہ ہے جسے میں جاننے کا مشتاق ہوں۔"

مگر اے عزیزو! تم کیسے غفلت برت سکتے ہو؟ کیسے اپنی آنکھوں کو نبیند دے سکتے ہو جب تک کہ تمہیں اس بات کا یقین نہ ہو جائے؟ یہ نہ جاننا کہ آیا تم مسیح میں ہو یا نہیں، شاید اب تک غیر مصالحت یافتہ، شاید پہلے ہی مجرم ٹھہرائے گئے، شاید جہنم کے دہانے پر کھڑے، شاید تمہیں طوفان میں گرنے سے روکنے والا محض تمہاری ناک میں ایک سانس کا دم یا خون کی ایک گردش ہے، جسے حادثات میں سے کوئی ایک معمولی اتفاق روک سکتا ہے—اور تب تمہاری عمر کا اختتام، تمہاری زندگی کی کہانی تمام ہو جائے گی! کیا؟ ایسے آتش فشاں پر بیٹھے رہنا، ایسی کھائی کے کنارے پر بے فکری اختیار کرنا، اور فقط اتنا کہنا کہ "میں محض شک میں مبتلا ہوں"؟

میں تم سے عاجزی سے التجا کرتا ہوں، میں تمہیں مناتا ہوں، اس سستی کو جھٹک دو۔ خُداوند سے دعا کرو کہ آج رات تمہاری جان سے فرما دے، "میں تیری نجات ہوں"۔ وہ قادر ہے، اور وہ مائل بہ کرم ہے، یہ تو تم جانتے ہو، اے پیارو۔ جب تم تڑپ کر اُس سے طلب کرو گے، وہ تمہارے لیے یہ کرے گا۔ کتنی بار اُس نے یکایک اُن شکوک کے بادلوں کو چھٹک دیا ہے جو ہم پر سایہ کرتے ہیں؟

کل کی خزاں کی شام کی طرح، کیسا عجیب اور بدلتا ہوا موسم تھا! ہوا کس شدت سے چلتی تھی، بارش کس قدر زور سے برستی تھی، اور پھر کیسی تیزی سے نرم دھوپ نے زمین کو خوشنما بنا دیا، اور انسان کے دل کو فرحت بخشا!

شاید تم اداس اور بوجھل ہو، یا تمہاری آنکھوں کے آنسوؤں کی بوندیں بارش کی مانند گر رہی ہوں، اور تمہارے خوفوں کی ہوائیں زور سے چل رہی ہوں۔ لیکن اچانک بارش تمہیں چھٹکتی ہے، بادل چھٹ سکتے ہیں، اور ایک صاف روشنی تمہارے گرد چمک سکتی ہے۔ خدا، اپنے پیارے بیٹے کے وسیلہ، اپنے روح کے ذریعے، تمہاری جان پر یکایک جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ تم بوجھل دل کے ساتھ آ سکتے ہو، اور نہایت سبکدلی کے ساتھ لوٹ سکتے ہو۔ تم انتہائی پریشان ہو سکتے ہو، اور اچانک تمہاری جان عمیناداب کے رتھوں کی مانند سبک گام ہو سکتی ہے۔ تمہاری ماتمی پوشاک خوشی کے رقص میں بدل سکتی ہے، ایسی خوشی میں جو بیان سے باہر اور جلال سے معمور ہو۔ تم مصیبتوں میں بھی خوشی منانے لگو گے، اگر اُس کے دیوانوں سے روشنی تم پر چمک اٹھے۔

پس دعا کرو، کہ تمہاری جان ابھی یہ التجا کرے، "اے میرے خدا، اگر واقعی میں نے تیرے پیارے بیٹے پر اپنے سب کچھ کے لیے توکل کیا ہے، تو میرے دل میں میرے ابدی امن و امان اور میرے محبوب میں موجودہ قبولیت کی کامل یقین دہانی کی سرگوشی کر۔"

—خداوند ہر پریشان جان کی ایسی دعا کا جواب دے۔ اور اب

III. یہ متن ہمیں کون سا درس دیتا ہے؟

یقیناً یہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اگر ہم خدا سے برکتیں چاہتے ہیں تو ہمیں دعا کرنی چاہیے۔ داؤد کو یقین دہانی درکار تھی، تسلی مطلوب تھی، پس اُس نے دونوں کے لیے دعا کی۔ روحانی دولت کا سب سے تیز راستہ دعا ہے۔ ہر دعا ایک جہاز کی مانند ہے جو روحانی دولت کے ترشیش کی طرف روانہ ہوتا ہے تاکہ ہمارے لیے سونے، چاندی، یا قیمتی جواہرات سے بہتر خزانے لے کر آئے۔ اگر ہم اس تجارت میں سستی کریں، تو ہماری دولت گھٹ جائے گی۔ ہر وہ پکار جو خالص دل سے خدا کے حضور بلند ہوتی ہے، اُس کا ثمر ضرور لاتی ہے۔

تم نے کبھی گھنٹہ گھر میں اُن لوگوں کو دیکھا ہوگا جو نیچے رسیاں کھینچتے ہیں۔ اگر تمہارے پاس سننے کے کان نہ ہوں، تو تم بس یہی دیکھو گے کہ وہ رسیوں کو کھینچ رہے ہیں۔ مگر اوپر گھنٹیاں بج رہی ہوتی ہیں، وہ میٹھی دھنیں بکھیر رہی ہوتی ہیں، اور اوپر برج میں اپنی موسیقی کا نغمہ گا رہی ہوتی ہیں۔ پس ہماری دعائیں بھی گویا آسمان کی گھنٹیاں بجاتی ہیں۔ وہ خدا کے کانوں میں شیریں نغمے کی مانند ہیں، اور جس طرح خدا انہیں سنتا ہے، اُسی طرح وہ جواب بھی دیتا ہے، کیونکہ درحقیقت کتاب مقدس میں "سنا" اور "جواب دینا" ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔

دعا میں کیا گیا سانس کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ جو سچائی سے فریاد کرتے ہیں وہ اس آیت کو سچا پائیں گے، "صادق فریاد کرتے ہیں اور خداوند انہیں سنتا ہے اور اُن کے سب دکھوں سے انہیں رہائی دیتا ہے۔" اگر کسی کو محض مانگنے پر کچھ مل سکتا ہے اور وہ پھر بھی مانگتا نہیں، تو وہ محرومی کا مستحق ہے۔ کیا، اگر تمہیں محض سوال کرنے پر ہر بیش قیمت شے کی یقین دہانی مل سکتی ہے—اور بلا شک و شبہ مل سکتی ہے—اور تم پھر بھی رحمت کے دروازے پر دستک دینے اور فریاد کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو، تو اگر تم ایسی حماقت کرو تو اس کا الزام تمہارے سوا کس پر آ سکتا ہے؟

اے عزیزو! دعا میں زیادہ وقت گزارو۔ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں، وہ خاص طور پر خود سے بھی کہتا ہوں۔ تاہم میں ایمانداروں پر اس بات کو اور زیادہ شدت سے زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ زمانہ اتنی محنت و مشقت اور فکرمندی سے بھرا ہوا ہے کہ یہ مسیحیوں کو کثرت سے دعا کرنے کے موقع سے محروم کر دیتا ہے۔

اکثر ہم اس قدر تھک جاتے اور بوجھل ہو جاتے ہیں کہ جیسا ہمیں دعا کرنی چاہیے، ہم ویسا کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ویلز کا ایک مرد خدا رات کو اپنے بستر پر سکاٹ لینڈ کی روایتی چادر ڈال کر آرام کرتا تھا، اور ہمیشہ رات کے وقت اُٹھ کر وہ چادر اپنے گرد لپیٹ لیتا اور ایک یا دو گھنٹے دعا کرتا۔ وہ اپنی سوانح عمری میں کہتا ہے، "میں یہ بات سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی شخص رات بھر بغیر دعا کے کیسے سو سکتا ہے؟"۔ یہ وہ مقام ہے جس تک ہم میں سے بہت کم لوگ سوچ میں بھی پہنچے ہیں۔

داؤد برینرڈ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ ایک صبح چار بجے بیدار ہوا، اور جب چھ بجے تک سورج نہ نکلا تھا، اُس نے کہا کہ ان دو گھنٹوں کی دعا میں اُس نے اس قدر خدا کے حضور جدوجہد کی کہ اُس کا جسم پسینے سے تر ہو گیا۔ ایسی تھی اُس کی روح کی سرگرمی جب وہ خداوند کے حضور التجا کر رہا تھا۔ مجھے خوف ہے کہ ہم اس مقدس ثابت قدمی کو زیادہ نہیں اپناتے۔ ہم اس روحانی مشق میں کمزور ہیں جس کے ذریعے مقدسین گزشتہ زمانوں میں مشہور ہوئے۔ خدا ہم میں پھر سے دعا کی روح بحال کرے، اور باقی تمام برکتیں اسی کے نتیجے میں آئیں گی۔

ایک اور سبق یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو خدا کی طرف سے ایک کلام ملنے پر مطمئن ہونا چاہیے۔ یہی وہ سب تھا جو داؤد چاہتا تھا۔ کاش کہ خدا صرف فرماتا، چاہے کچھ کرتا نہ بھی۔ اُس نے یہ نہیں مانگا کہ خدا کسی عملی طریقے سے مداخلت کرے، یا اپنی قدرتی دستگیری ظاہر کرے، بلکہ فقط یہ کہ وہ کہے۔ اگر تم شہر میں جاؤ، تو تم بہت سے ایسے تاجروں کو پاؤ گے جو محض اپنے دستخط کر دینے سے تمہیں بینک سے سونے کے ڈھیر اٹھانے کے قابل بنا سکتے ہیں۔ تو کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ خدا کے وعدے ہمیشہ اُن کی تکمیل کے برابر قائم ہیں؟ کیا تم اُس کے وعدوں پر شک کرو گے؟ کیا تم اُس کے کلام پر بھروسا کرنے سے انکار کرو گے؟

میں نے کسی بھائی کو ایک روز خاندانی دعا میں یہ کہتے سنا۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ میں نے یہ سنا۔ کہ ہم خدا پر اُس وقت بھی بھروسا کریں جب ہم اُسے سمجھ نہ سکیں۔ میں نے اس دعا کو کئی بار سنا ہے، بلکہ افسوس ہے کہ میں نے خود بھی اسے مانگا ہے۔ لیکن اگر تم اس پر گہری نظر ڈالو، تو کیا یہ دعا کسی حد تک ناپسندیدہ نہیں؟ اگر ہمارے دعائیہ اجتماع میں کوئی شخص یہ دعا کرے کہ "اے خداوند، ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اپنے خادم پر اُس وقت بھی بھروسا کریں جب ہم اُسے دیکھ نہ سکیں" تو میں یقیناً جاننا چاہوں گا کہ اُس بھائی کی میرے بارے میں کیا رائے ہے! اگر میں تم میں سے کسی کے لیے ایسی دعا کرتا، تو مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی مجھ سے آ کر دریافت کرتا کہ میں نے اُس کے کردار پر شک کیوں کیا۔

تو پھر ہم کس طرح جرأت کر سکتے ہیں کہ ہم خدا کے بارے میں ایسا دعا کریں؟ اور پھر بھی مجھے گمان ہے کہ ہم نے کبھی اس پہلو سے نہیں سوچا۔ یہ ہمیں بالکل مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا سبب یہی ہے کہ ہم نے ابھی تک خدا پر حقیقی ایمان کے چراغ (Diogenes) رکھنا نہیں سیکھا۔ اگر ابن آدم اس دنیا میں آتا، تو کیا وہ اپنے شاگردوں میں خالص ایمان پاتا؟ دیو جینس لے کر ایماندار انسان کی تلاش کی بات کرو، مگر اگر خدا سورج کی روشنی میں بھی دیکھے، تو شاید ہی وہ زمین پر کوئی سچا لے کر ایمان رکھنے والا پائے!

مسٹر مولر، جو برسٹل کے تھے، خدا پر ایمان رکھتے تھے کہ وہ اُن کے خیراتی ادارے کی کفالت کرے گا، اور خدا اُن کی تمام ضروریات پوری کرتا تھا، مگر جب بھی تم اُن کا ذکر کرتے ہو، تو کہتے ہو، "کیا ہی حیرت انگیز بات ہے!" کیا مسیحی کلیسیا میں یہ حال ہو گیا ہے کہ خدا کے وعدوں پر ایمان رکھنا تعجب کی بات شمار ہوتا ہے، اور خدا کا اُن وعدوں کو پورا کرنا کسی معجزہ کے مانند سمجھا جاتا ہے؟ کیا یہ حیرت انگیزی اس سے زیادہ کسی اور چیز سے واضح کرتی ہے کہ ہم اُس ایمان کے معیار سے کس قدر گر چکے ہیں، جس پر ہمیں ہمیشہ قائم رہنا چاہیے؟

اگر خداوند اپنی قوم کو حیران کرنا چاہے، تو اُسے فقط یہ کرنا ہوگا کہ وہ اُن کی دعاؤں کا فی الفور جواب دے۔ ابھی اُنہیں جواب ملا ہی ہوگا کہ وہ کہنے لگیں گے، "یہ کس قدر غیر متوقع تھا!" کیا واقعی یہ عجیب ہے کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے؟ ہائے! کیسا کفرانِ نعمت! ہائے! کیسا افسوسناک ہے اعتقادی کا حال ہم میں پایا جاتا ہے! ہم مانگتے ہیں، مگر نہیں پاتے، کیونکہ ہم خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم متزلزل ہوتے ہیں، اور جو شخص ڈگمگاتا ہے، اُسے یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ خدا کے ہاتھ سے کچھ حاصل کرے، سوائے اُس کے جو وہ اپنے فضل و رحمت کے تحت دے، نہ کہ اُس وعدہ کے مطابق جو اُس نے اپنے ایمانداروں سے باندھا ہے۔ ہم وہ نعمتیں حاصل نہیں کرتے، جو ہمیں ہمارے ایمان کی جزا کے طور پر مل سکتی تھیں، کیونکہ ہم میں وہ ایمان ہی نہیں جو خدا کی نظر میں مقبول ہو۔

مجھے اُس بزرگ ایماندار خاتون کا قصہ پسند ہے، جس سے جب کسی نے کہا کہ خدا نے دعا کا جواب دیا ہے، اور اُس کے ساتھ یہ اضافہ کیا کہ "کیا یہ حیرت انگیز نہیں؟" تو اُس نے جواب دیا، "نہیں، یہ تو اُس کا طریقہ ہے۔ بیشک وہ دعا کا جواب دیتا ہے، بیشک وہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے!" ہمیں یہ ایک فطری، برحق اور مبارک بات سمجھنی چاہیے کہ ایمانداری سے کی گئی دعا کا جواب دیا جائے، اور کہ ایمان کو اُس کی جزا ملے۔ اے مسیحی! تو خدا کے کلام پر قناعت کر، اور اُسی میں تسلی پا۔

اور جہاں تک اُن کا تعلق ہے جو اپنی نجات کی مکمل یقین دہانی میں زندگی گزار رہے ہیں (اور خدا کا شکر ہو!) ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اکثر شک اور خوف میں مبتلا نہیں ہوتے، تو ہمیں کس قدر شکرگزاری کرنی چاہیے! خدا اُن کو دینا پسند کرتا ہے جو شکر گزار ہوتے ہیں۔ لوگ اپنے جوابدہات کو ایک عمدہ جڑاؤ میں رکھنا پسند کرتے ہیں، اور شکر گزار دل اُس کی رحمتوں کے لیے موزوں جڑاؤ ہے۔ خدا اپنی نعمتوں کے دریا کو روح میں موجود فضل کے راستے سے بہانا پسند کرتا ہے۔

شکرگزاری کرو، اور تم اپنی یقین دہانی کو محفوظ رکھو گے—شاید یہاں تک کہ مرتے دم تک اُس میں کوئی لغزش نہ آئے۔ یہ ایک نایاب بات ہے، مگر میں نے چند مقدس خدا کے بندوں کو جانا ہے، جنہوں نے مجھے بتایا کہ اُنہیں تیس برس کے عرصے میں کبھی اپنے مسیح میں حصے پر شک کرنے کے لیے نہیں چھوڑا گیا، بلکہ انہوں نے اُس کے ساتھ بلا انقطاع رفاقت کا لطف اٹھایا۔ پس پھر وہ کیوں شک کرتے؟ کاش! ہم بھی اُس یقین تک پہنچیں، اگر ہمارے آقا کو یہی پسند ہو۔

لیکن ہم کس طرح اپنی شکرگزاری کو بہتر طور پر ظاہر کر سکتے ہیں، سوائے اِس کے کہ ہم اُن کی تسلی اور مدد کریں جنہیں یہ برکت حاصل نہیں؟

ہزاروں یسوع کی بھیڑ میں"
یہ مقام کبھی حاصل نہ کر سکے؛
اُس کے نام کو ابدی تمجید ہو
اُن میں سے کوئی کبھی کہو نہ سکے گا۔
اُن کے نام اُس کے ہاتھوں پر
"گہرائی سے کندہ ہیں۔

کیا تمہارے پاس ایمان ہے؟ اگرچہ تمہارا ایمان یقین میں نہ بدلے، تب بھی تم نجات یافتہ ہو۔ جیسے کہ ایک پریزگار نے خوب کہا، "ایمان ایک مسیحی کے وجود کے لیے ضروری ہے، جبکہ یقین اُس کی بھلائی کے لیے ضروری ہے۔" مگر یاد رکھو، یہ ایک بڑی ضرورت ہے۔ پس اؤ، ہم اُن کی تسلی کریں، جو پریشان، غمگین اور مایوس ہیں۔ جب خُداوند دیکھے گا کہ ہم اپنی قوت اور خوشی کو اپنے اُن بھائیوں کی مدد کے لیے استعمال کر رہے ہیں، جن کی وہ خود پرواہ کرتا ہے، تو وہ ہمیں اور زیادہ فیض بخشے گا، اور ہمیں اپنی کلیسیا میں اپنے فضل کے مختار ٹھہرائے گا۔ یوں ہم اُس کے نام کو جلال دیں گے، اور اپنے دل میں خوشی کو فروغ دیں گے۔

کاش! وہ سب جن سے میں اب مخاطب ہوں، اس یقین کو پا سکیں۔ مگر افسوس! تم میں سے بعض کے پاس ایمان نہیں۔ رسول نے کہا تھا، "سب آدمیوں کا ایمان نہیں ہوتا۔" یہ گواہی کس قدر سچ ہے! اے جان! کیا تُو ایمان چاہتا ہے؟ غور کر کہ ایمان کیا ہے۔ تجھے مجسم خُدا پر ایمان لانا ہے۔ خُدا کے بیٹے کو صلیب پر لہو لہان دیکھ یہ صلیب کے قدموں پر ہے کہ ایمان آشکار ہوتا ہے۔ اگر تُو ایمان حاصل کرنا چاہتا ہے، تو مسیح ہی تجھے عطا کر سکتا ہے۔ اُسی پر نظر کر، نہ صرف ایمان پانے کی قوت کے لیے، بلکہ اُن تمام برکات کے لیے جو اُس کے ساتھ آتی ہیں۔ کاش! وہ تجھے ابھی عطا کرے! اے طالبِ نجات! وہ تجھے ضرور دے گا۔ جب تک تُو نجات کا متلاشی ہے، تُو اُسے اپنے قریب پائے گا۔ وہ تیری جان سے فرمائے گا، "میں، ہاں میں ہی، تیرا نجات دہندہ ہوں۔" کاش! یہ بہتوں کے حق میں ہو۔ آمین۔